فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): نماز مغرب کا وقت کیا ہے؟

(جواب): نماز مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر شفق (سرخی) کے غائب ہونے تک ہے۔

۞ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی تَفْضِیلِ تَعْجِیلِ الْمَغْرِبِ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نماز مغرب کو جلدی ادا کرنا افضل ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطأ من المَعاني والأسانيد : 342/4)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ عَلٰی أَنَّ وَقْتَ الْمَغْرِبِ غُرُوبُ الشَّمْسِ .

''اجماع ہے کہ مغرب کا وقت غروب آفتاب (کے وقت شروع ہو جاتا) ہے۔''

(البِناية : 12/2)

۞ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب اس وقت پڑھتے تھے، جب سورج غروب ہو

جاتا اور پردے میں چھپ جاتا۔“

(صحيح البخاري :561، صحيح مسلم : 636)

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا، وَإِنَّهٗ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ.

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کرتے، تو ہم میں سے کوئی واپس لوٹتا اور تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا۔“

(صحيح البخاري : 559، صحيح مسلم : 637)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ أَنَّ الْمَغْرِبَ تُعَجَّلُ عَقِبَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ وَقَدْ حُكِيَ عَنِ الشِّيعَةِ فِيهِ شَيْءٌ لَا الْتِفَاتَ إِلَيْهِ وَلَا أَصْلَ لَهٗ.

”ان دونوں حدیثوں میں دلیل ہے کہ غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب جلدی ادا کرنی چاہیے، اس پر اجماع ہے۔ اس بارے میں شیعہ سے جو بات منقول ہے، وہ نا قابل التفات اور بے اصل ہے۔“

(شرح النّووي : 136/5)

❁ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ.

''میری امت تب تک بھلائی یا فطرت پر قائم رہے گی، جب تک نماز مغرب کو ستاروں کے چمکنے تک مؤخر نہیں کرے گی۔''

(مسند الإمام أحمد : 147/4، سنن أبي داود : 418، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۹۹) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱۹۱/۱) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهٗ وَقْتٌ إِلٰی أَنْ یَسْقُطَ الشَّفَقُ .

''مغرب کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے تک ہے۔''

(صحیح مسلم : 612)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ .

''مغرب کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے تک ہے۔''

❁ دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَغِبِ الشَّفَقُ .

''مغرب کی نماز کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے تک رہتا ہے۔''

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِینَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِینَ غَابَ الشَّفَقُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے سورج غروب ہونے

کے بعد مغرب کے لیے اقامت کہی، پھر نبی کریم ﷺ نے حکم دیا، تو انہوں نے شفق (سرخی) غائب ہونے کے بعد نماز عشاء کے لیے اقامت کہی۔''

(صحيح مسلم : 613)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (عشاء کی نماز) شفق (سرخی) غائب ہونے سے لے کر اول تہائی رات تک ادا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 569)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ...... وَصَلّٰى بِيَ يَعْنِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ .

''جبریل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ امامت کروائی......نماز مغرب اس وقت پڑھائی، جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے، عشاء اس وقت پڑھائی، جب شفق (سرخی) غائب ہوگئی۔''

(مسند الإمام أحمد :1/233، 354، مسند عبد بن حميد : 703، سنن أبي داود : 393، سنن التّرمذي : 149، سنن الدّارقطني : 1/258، المستدرك على الصّحيحين للحاكم :1/193، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن الجارود (۱۴۹۔۱۵۰)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲۵) نے ''صحیح''، امام

ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، اور حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) نے ''حسن'' کہا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَلشَّفَقُ الْحُمْرَةُ . ''شفق سے مراد سرخی ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 1057، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تهذيب الأسماء واللّغات : 165/3)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

الْمُرَادُ بِالشَّفَقِ الْأَحْمَرُ هٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ وَأَهْلِ اللُّغَةِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالْمُزَنِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَطَائِفَةٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَأَهْلِ اللُّغَةِ الْمُرَادُ الْأَبْيَضُ وَالْأَوَّلُ هُوَ الرَّاجِحُ الْمُخْتَارُ .

''شفق سے مراد سرخی ہے، یہ امام شافعی اور جمہور فقہا و اہل لغت کا مذہب ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ، امام مزنی رحمہما اللہ اور فقہا و اہل لغت کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ شفق سے مراد سفیدی ہے، پہلا قول راجح اور مختار ہے۔''

(شرح مسلم : 112/5)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ نَقَلَ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ اللُّغَةِ أَنَّ الشَّفَقَ عِنْدَ الْعَرَبِ هُوَ الْحُمْرَةُ .

''کئی اہل لغت نے نقل کیا ہے کہ عرب کے ہاں شفق سے مراد سرخی ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 457/1)

❁ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:

وَقْتُ الْمَغْرِبِ مِنْهُ إِلٰى غُرُوبِ الشَّفَقِ وَهُوَ الْحُمْرَةُ عِنْدَهُمَا، وَبِهٖ قَالَتِ الثَّلَاثَةُ وَإِلَيْهِ رَجَعَ الْإِمَامُ كَمَا فِي شُرُوحِ الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهَا، فَكَانَ هُوَ الْمَذْهَبُ.

''مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے۔ صاحبین کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے، ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافع اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کا یہی مؤقف ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی رجوع کر لیا تھا، جیسا کہ مجمع الانھر وغیرہ کی شروحات میں لکھا ہے، لہٰذا (احناف کا بھی مفتی بہ) یہی مذہب ہے۔'' (الدّر المختار، ص 53)

نوٹ:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ أُذْهِبَ بَيَاضُ النَّهَارِ، وَهُوَ الشَّفَقُ.

''پھر جب دن کی سفیدی یعنی شفق ختم ہو گئی، تو مؤذن نے عشاء کی اذان کہی۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني: 40/7، الرقم: 6787)

سند ضعیف ہے۔ محمد بن ہارون بن محمد بن بکار دمشقی ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (۱۵۱/۹) میں ذکر کیا ہے۔

صحیح ابن خزیمہ (۳۵۳) والی سند بھی ضعیف ہے، اس میں صدقہ بن عبداللہ دمشقی ضعیف ہے۔

حدیث میں اصل الفاظ ''شفق'' ہی تھے، جیسا کہ صحیح روایات میں صراحت موجود

ہے۔ نیز بیاض النہار کو ''شفق'' قرار دینا راوی کا تصرف معلوم ہوتا ہے۔

سوال: کیا منفرد آمین کہے گا؟

جواب: منفرد آمین کہے گا۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْمُنْفَرِدَ يُؤَمِّنُ .

''امت کا اجماع ہے کہ منفرد (سورت فاتحہ کے بعد) آمین کہے گا۔''

(شرح مسلم : 130/4)

سوال: فرمان الٰہی: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقٰى﴾ (اللّيل : ١٧) ''عنقریب جہنم سے بڑے پرہیزگار کو بچالیا جائے گا۔'' سے کون مراد ہے؟

جواب: حافظ بغوی رحمہ اللہ (٥١٠ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ، فِي قَوْلِ الْجَمِيعِ .

''تمام مفسرین کے مطابق اس سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(تفسير البغوي : 448/8)

❀ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ مِنَّا عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ .

''ہمارے مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(تفسير الرّازي : 187/31)

سوال: کیا طوطے کی خرید وفروخت جائز ہے؟

جواب: طوطا حلال ہے، اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں، پنجے سے پکڑ کر کھانے اور پنجے سے شکار کرنے میں فرق ہے، طوطا شکاری پرندہ نہیں، اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) نے طوطے وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

يَصِحُّ بَيْعُهُ بِلَا خِلَافٍ .

''ان کی خرید وفروخت بلا اختلاف جائز ہے۔''

(المَجموع شرح المُهذّب : 240/9)

سوال: اذان کی دعا میں اَلدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ کے الفاظ کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ الفاظ ثابت نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) اور حافظ سخاوی رحمہ اللہ (٩٠٢ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَهُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ .

''میں نے کسی روایت میں یہ الفاظ نہیں دیکھے۔''

(التّلخيص الحبير :518/1، المَقاصد الحَسنة : 484)

❁ حافظ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (٩٧٤ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهُ . ''یہ روایت بے اصل ہے۔''

(فتاویٰ شامی:398/1)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ تشہد میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کی جگہ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ پڑھتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ تشہد میں وہی الفاظ ادا کرتے تھے، جو آپ نے امت کو تعلیم

دیے ہیں۔ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ کہنا ثابت نہیں، بے اصل ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

مَرْدُودٌ بِأَنَّهٗ لَا أَصْلَ لَهٗ.

''یہ الفاظ مردود ہیں، کیونکہ یہ بے اصل ہیں۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 733/2)

سوال: نماز کے بعد دعا: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ میں إِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: یہ الفاظ ثابت نہیں۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) نقل کرتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ، بَلْ مُخْتَلَقُ بَعْضِ الْقُصَّاصِ.

''یہ الفاظ بے اصل ہیں، کسی قصہ گو کی گھڑنتل ہیں۔''

(مِرقاة المَفاتيح للملا علي القاري : 761/2، حاشية الطّحطاوي، ص 312)

سوال: حدیث: الْفَقْرُ فَخْرِي وَبِهٖ أَفْتَخِرُ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بے اصل ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ عَلٰى مَا صَرَّحَ بِهِ الْحُفَّاظُ مِثْلُ الْعَسْقَلَانِيِّ وَغَيْرِهٖ.

''یہ باطل اور بے اصل روایت ہے، جیسا کہ کئی حفاظ مثلاً ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ وغیرہ نے صراحت کی ہے۔'' (مِرقاة المَفاتيح : 3283/8)

سوال: مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جبریل علیہ السلام کبھی بھی زمین پر

نہیں اُترے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): بے ثبوت بات ہے۔

(سوال): حدیث: عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بے اصل اور بے سند ہے۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ صَرَّحَ الْحُفَّاظُ كَالزَّرْكَشِيِّ وَالْعَسْقَلَانِيِّ وَالدَّمِيرِيِّ وَالسُّيُوطِيِّ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ.

''کئی حفاظ مثلاً زرکشی، ابن حجر عسقلانی، دمیری اور سیوطی رحمہم اللہ نے صراحت کی ہے کہ یہ حدیث بے اصل ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح: 3932/9، حاشية الطّحطاوي، ص 8)

(سوال): مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مصافحہ مستحب سنت ہے۔

❀ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مصافحہ کرتے تھے؟ فرمایا: جی ہاں۔''

(صحيح البخاري: 6263)

❀ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي .

''سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ میری طرف دوڑتے ہوئے آئے، میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باددی۔''

(صحيح البخاري : 4418، صحيح مسلم : 2769)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

الْمُصَافَحَةُ سُنَّةٌ عِنْدَ التَّلَاقِي لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ وَإِجْمَاعِ الْأَئِمَّةِ .

''صحیح احادیث اوراجماع ائمہ کی رو سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔''

(المَجموع : 633/4)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اِسْتِحْبَاب الْمُصَافَحَة عِنْد التَّلَاقِي وَهِيَ سُنَّةٌ بِلَا خِلَافٍ .

''ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے، اس کے سنت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''(شرح مسلم : 101/17)

۞ عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهَا سُنَّةٌ قَدِيمَةٌ مُتَوَارَثَةٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ لَدُنِ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا .

''مصافحہ قدیم سنت ہے،صدر اول سے اب تک مسلمانوں میں یہ موروثی عمل چلا آرہا ہے۔''(الاختيار لتعليل المختار : 157/4)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر دوران خطبہ تلوار پکڑتے تھے؟

جواب: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَكَّأَ عَلٰى سَيْفٍ .

”نبی کریم ﷺ سے منبر پر کھڑے ہوکر تلوار پر ٹیک لگانا ثابت نہیں۔“

(زاد المَعاد : 182/1)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ جَهَلَةِ الْخُطَبَاءِ مِنَ الدَّقِّ بِالسَّيْفِ عَلٰى دَرَجِ الْمِنْبَرِ فِي صُعُودِهٖ وَهٰذَا بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ وَبِدْعَةٌ قَبِيحَةٌ .

”بعض جاہل خطبا منبر پر چڑھتے وقت سیڑھی پر تلوار مارتے ہیں، یہ باطل، بے اصل اور قبیح بدعت ہے۔“(المَجموع : 529/4)

سوال: کیا حلال مال کے ساتھ حرام مل جائے، تو حلال بھی حرام ہوجاتا ہے؟

جواب: جو حلال ہے، وہ حلال ہے اور جو حرام ہے، وہ حرام ہے۔ حرام مال کے ملنے سے حلال حرام نہیں ہوجاتا۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا يَقُولُهُ الْعَوَامُّ اخْتِلَاطُ الْحَلَالِ بِالْحَرَامِ يُحَرِّمُهٗ فَبَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ .

”یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حلال کے ساتھ حرام مال مل جانے سے حلال بھی حرام ہوجاتا ہے، باطل اور بے اصل بات ہے۔“(المَجموع : 145/9)

١٦، جون، ٢٠٢٠ء